اپنے رب کو پہچان لیتا ہے، تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ اسکا حقیقی محسن صرف اللہ تعالی ہے اور اس کے احسانات بے حد وحساب ہیں۔ جیساکہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وإن تعدوا نعمت الله لاتحصوها﴾(ابراہیم ۳٤) "اگر تم اللہ کی نعمتیں شمار کرنے لگو تو تم شمار نہ کر سکو گے"۔

۳۔ جب یہ معلوم ہوگا کہ کوئی بادشاہ علماء، عبادت گزاروں اور نیکو کاروں کے ساتھ نرمی اور شفقت کرنے والا ہے، تو تم اس سے محبت رکھو گے۔ یہی چیز اللہ تعالی کی ذات سے محبت کا تقاضا کرتی ہے۔بلکہ یہ تقاضا کرتی ہے کہ اگر کسی سے محبت ہو تو صرف اس کے تعلق کی وجہ سے ہو۔ اور جو آدمی علم یا تقوی سے متصف ہو اس سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ انہی صفات کی وجہ سے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم سے محبت ہوتی ہے۔(منہاج القاصدین:٤٩٦)

۴۔ علم اور معرفت اگرچہ کسی معمولی چیز کے متعلق ہی کیوں نہ ہو، اس سے خوشی حاصل ہوتی ہے، اور جہالت اگرچہ کسی معمولی چیز ہی سے ہو اس سے دل مغموم ہو جاتا ہے۔ علم بہترین صفت اور انتہائی کمال ہے، علم کی لذت اس کی نوعیت کے مطابق ہوتی ہے، اور عالم کا شرف معلوم کے شرف کے مطابق ہوتا ہے۔

لہذا اللہ تعالی کی معرفت اور اسکی صفات وافعال کا مطالعہ عظیم ترین علم ہے، اور جس قدر انسان معرفت میں پختہ ہوتا ہے، اللہ سے اس کی محبت اسی قدر زیادہ ہوتی ہے۔ اور جس قدر زیادہ محبت ہوتی ہے اسی حساب سے ناراضگی کا خوف بھی سخت ہوتا ہے﴿إنما يخشى الله من عباده العلماء﴾۔

☆☆☆☆☆

درس فقہ

مدت قصر کا تعین

ثناء اللہ عبدالرحیم

مسافر کسی معین جگہ پر قیام کا قصد کرے تو کتنے دن ٹھہرنے سے سفر کا حکم ختم ہوگا؟

مسئلہ ہذا میں فقہاء اسلام کے نمایاں تین اقوال ہیں :

پہلا قول: مالکیہ، شافعیہ، اور حنابلہ کے نزدیک کم از کم چار دن ٹھہرنے کے عزم صمیم سے سفر کا شرعی حکم منقطع ہوتا ہے، لہذا مسافر اپنی نماز پوری پڑھ لے۔ (شرح کبیر ۳٦٤/١، شرح الزرقانی علی الخليل ٤٣/٢، الجرشی ٦٢/٢، مغنی المحتاج ١٦٤/١، كشاف القناع ٥١٢/١، الإنصاف ٣٢٩/٢، المغنی ٢١٢/٢)

قول ہذا کے دلائل:

١۔ قولہ تعالیٰ: ﴿واذا ضربتم فی الأرض فليس عليكم جناح ان تقصروا من الصلاة﴾ (النساء:١٠١)

وجہ استدلال: اللہ تعالیٰ نے قصر کو زمین پر چلنے کی شرط پر جائز کیا، جبکہ کسی مقام پر چند روز قیام پذیر شخص کو ضارب فی الأرض نہیں کہا جاتا۔ لہذا چار دن سے زائد ٹھہرنے والا ﴿أن تقصروا من الصلاة﴾ کے حکم سے خارج ہے۔

سنت مطہرہ نے چار دن سے کم ٹھہرنے والے کو مسافر کے حکم میں شامل کیا ہے جیسا کہ حضرت انسؓ سے مروی ہے "خرجنا مع النبیﷺ من المدينة إلى مكة فصلى ركعتين ركعتين حتى رجع، قلت كم أقام؟ قال عشرا" (بخاری ٥٦١/٢، مسلم ٢٠١/٥، نسائی ٩٧/٣، ترمذی ٣٤٢/٢، احمد ١٨٧/٣) "حضرت انس سے مروی ہے کہ ہم نبیﷺ کے ساتھ مدینہ سے مکہ کی طرف نکلے اور آپﷺ واپسی تک نماز دو دو رکعت پڑھتے رہے۔ (تابعی کہتے ہیں) میں نے پوچھا کہ آپﷺ مکہ میں کتنے دن ٹھہرے؟ حضرت انسؓ نے کہا: "دس دن"۔ پس آپﷺ حجۃ الوداع کی غرض سے ۴ ذوالحجہ کو مکہ پہنچے۔ اور

وہاں آپ ﷺ نے ۷ ذوالحجہ تک قیام فرمایااور ۸ ذوالحجہ کو منیٰ کی طرف کوچ کیااور ۱۴ذوالحجہ کو مدینہ روانہ ہو گئے۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اس حدیث کی یہی توجیہ بیان کی ہے کہ آپ ﷺ نے مکہ شہر اور گردونواح میں کل دس دن قیام فرمایا۔(فتح الباری ۶۵۵/۲)

اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے مکہ میں صرف تین دن تین رات قیام کیااور یہی مدت سفر اور اقامت کے درمیان حد فاصل ہے۔ لہذا جو شخص تین دن سے زائد ٹھہرنے کی نیت کرے تو سفر کا حکم منقطع ہوگا۔(المغنی ۲۱۳/۲)☆

۲۔ حدیث "یقیم المهاجر فی مکة ثلاثة أیام" وجہ استدلال: رسول اللہ ﷺ نے مہاجر کے لیئے بحیثیت مسافر مکہ میں صرف تین ایام ٹھہرنے کی اجازت دی۔ معلوم ہوا کہ اگر کوئی تین دن سے زائد رہتا ہے۔ تووہ مقیم شمار ہوگا۔اس لئے آپ ﷺ نے تین ایام سے زائد مہاجر کیلئے اپنے متروکہ وطن میں قیام کی اجازت نہیں دی۔(المغنی ۲۱۳/۲)

دوسرا قول: کم ازکم پندرہ دن کسی معین جگہ پر ٹھہرنے کی نیت سے سفر کا حکم منقطع ہو جاتا ہے۔یہی احناف کا مذہب ہے۔(الهدایة ۳٤/۲،بدائع الصنائع ۲۹۵/۱)

دلیل: حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا,,إذا قدمت بلدة وأنت مسافر وفی نفسك أن تقیم خمسة عشر یوما أكمل الصلاة بها،وإن كنت لاتدری متیٰ تطعن فاقصرها،،(مصنف أبی بكر بن أبی شیبة۲/٤٥٥)''حضرت ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ نے فرمایا جب تم کسی شہر میں فروکش ہو اور تیرا ارادہ ہو کہ مکمل پندرہ دن لازما ٹھہرنا ہے تو نماز مکمل پڑھ۔اگر تجھے معلوم نہیں کہ کب کوچ کرنا ہے،تب نماز کو قصر کر''۔

لیکن ابن عباس اور ابن عمر کے اس اثر پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ ان دونوں جلیل القدر صحابہ سے اس کے مخالف اثر بھی آیا ہے۔ابن عباس سے مروی ہے کہ :,,إن رسول الله ﷺأقام بمكة تسعة عشر يقصر الصلاة فنحن إذا سافرنا تسعة عشر قصرنا وإن زدنا أتممنا،،(مسند احمد۲۳۳/۱،شرح معانی

☆ حجۃالوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ 4ذوالحجہ کی صبح تلبیہ پڑھتے ہوئے مکہ مکرمہ وارد ہوئے۔(بخاری مع الفتح ۶۵۸/۳) اور8ذوالحجہ کو مکہ سے منیٰ روانہ ہوئے۔اس طرح مکہ مکرمہ میں نبی کریم ﷺ کی مدت اقامت 4دن بنتی ہے،جن میں آپ ﷺ نماز قصر کرتے رہے۔

(عبدالقادر رحمانی)

الآثار ۴۱۶/۱)''ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مکہ میں 19 دن قیام فرمایا، جس میں آپ ﷺ نماز کو قصر سے پڑھتے رہے۔لہذا اگر ہم 19 دن تک ٹھہریں، تو قصر کرینگے۔اگر اس سے زیادہ ٹھہرنا ہو تو پوری پڑھ لیں گے۔ معلوم ہوا کہ ابن عباس نے یہاں قصر کیلئے 19 دن کو معیار بنایا۔

نیز حضرت ابن عمر سے بھی مروی ہے کہ آپؓ کہا کرتے تھے (إذا أجمعت أن تقيم اثنتى عشرة ليلة أتم)(ابوداؤد وعبدالرزاق) ''کہ جب تم کسی جگہ بارہ راتیں ٹھہرنے کی قصد کرے تو نماز پوری پڑھ لے'' (وعن عبدالله بن عباس انه قال:''من أقام سبع عشرة قصر ومن أقام أكثر أتم''یعنی جو شخص سترہ راتیں ٹھہرنے کی قصد کرے تو اسے چاہئے کہ نماز کو قصر سے پڑھے اور جو اس سے زائد قیام کرے تو وہ نماز پوری پڑھ لے''۔(سنن ابی داؤد ۹۷/۴،مصنف عبدالرزاق ۵۳۴/۲)

۲۔ احناف نے مسئلہ ہذا کو اقل مدت طہر پر قیاس کیا اور کہا کہ مدت سفر اور مدت طہر من الحیض دونوں ایسی مدتیں ہیں جن سے کوئی شرعی حکم واجب ہوتا ہے۔پس مدت طہر سے وہ احکامات لاگو ہوتے ہیں جو حیض سے ساقط ہوئے تھے،مثلاً روزہ اور نماز۔اسی طرح مدت اقامت سے نماز پوری پڑھنا لاگو ہوتا ہے، جسے سفر نے ساقط کیا تھا۔(العناية ۳۵/۲)

لیکن اس پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ یہ قیاس فاسد الاعتبار ہے چونکہ یہ آیت اور حدیث کے مفہوم کے مخالف ہے۔

تیسرا قول: امام ابن حزم فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی مقام پر بیس دن ٹھہرے،وہ قصر کرے اگر بیس دن سے زائد قیام کرے تو نماز پوری پڑھ لے۔(المحلی ۳۷/۵)

اس کی دلیل:

امام ابن حزم نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ (أقام النبي ﷺ بتبوك عشرين يوما يقصر الصلاة)(مسند احمد ۲۹۰/۳،مصنف عبدالرزاق ۵۳۲/۲) ''نبی ﷺ نے تبوک میں بیس دن قیام کیا اور نماز قصر پڑھتے رہے''۔اور یہی نبی ﷺ سے ثابت شدہ زیادہ سے زیادہ مدت ہے۔

لیکن اس پر یہ اعتراض کیا گیا کہ غزوہ تبوک میں آپ ﷺ نے معین مدت ٹھہرنے کا عزم نہیں کیا۔اور تردد کی صورت میں مسافر جتنا بھی وقت ٹھہرے قصر پڑھتا رہے گا۔

کسی جگہ ٹھہرنے کی مدت معین نہ ہو تو سفر کا حکم منقطع ہونے کی مدت کتنی ہونی چاہئے ؟

مسئلہ ہذا میں فقہاء اسلام کے مختلف اقوال و آراء ہیں :

پہلا قول: مسافر جب تک متردد اور شک میں ہو کہ اس نے کب واپس جانا ہے یا حالیہ محل اقامت سے کب نکلنا ہے تو وہ قصر پڑھتا رہے، اگرچہ مدت لمبی کیوں نہ ہو۔ یہی امام مالک اور احمد بن حنبل کی رائے ہے اور امام شافعی کا بھی ایک قول ہے۔(الهداية٢/٣٦،بدائع الصنائع١/١٩٥،المغنی ٢/٢١٥،الشرح الكبير للدراوردی ١/٢٦٤،الخرشی علی الخليل ٢/٦٢،المجموع ٤/٣٦٢)

ان کے دلائل:

١۔ عن ابن عباس قال:أقام النبیﷺ بمكة تسعة عشر يقصر الصلاة(البخاری ٢/١٦١)
''حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی ﷺ مکہ میں انیس دن ٹھہرے اور نماز قصر سے پڑھتے رہے''۔

٢۔ عن جابر قال أقام رسول الله ﷺ بتبوك عشرين يوما يقصر الصلاة (مصنف عبدالرزاق ٢/٥٣٢،مسند احمد ٣/٢٩٥،ابوداؤد ٤/١٠٢)''حضرت جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تبوک میں بیس دن ٹھہرے اور نماز کو قصر سے پڑھتے رہے''۔

٣۔ عن ابن عمر أنه أقام بآذربيجان ستة أشهر يقصر الصلاة قال:وكان يقول إذا أزمعت إقامةً فأتم(بيهقی ٣/١٥٢،مسند احمد ٢/٨٣ ورجاله ثقات)،قال الحافظ وأما أثر ابن عمر فأخرجه البيهقی بإسناد صحيح،وقال النووی إنه علی شرط الشيخين)
حضرت ابن عمر آذربیجان میں چھ مہینے قیام کے دوران نماز قصر پڑھتے رہے اور آپ کہا کرتے تھے کہ ''جب تم کہیں معین مدت کیلئے ٹھہرے تو نماز پوری پڑھ لے''۔ یہ اثر بیہقی میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہے اور امام نووی نے اس کو شیخین کے شرط کے مطابق صحیح قرار دیا ہے۔

٤۔ عن أنس أن أصحاب رسول اللهﷺ أقاموا برامهرمز تسعة أشهر يقصرون الصلاة (سنن البيهقی٣/١٥٢)اور امام ابن حجر نے اس کو صحیح کہا(تلخيص الحبير ٢/٤٩)''نبی ﷺ کے اصحاب کرامؓ نے رامہرمز میں نو مہینے قیام فرمایا،اور نماز قصر پڑھتے رہے''۔

٥۔ عن أنسؓ قال: خرجنا مع رسول الله ﷺ من المدينة إلی مكة فصلی ركعتين ركعتين حتی رجع(بخاری٢/٥٦١) ''حضرت انس فرماتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ مدینہ سے مکہ کی

طرف نکلے اور آپ ﷺ گھر واپس آنے تک دو دو رکعت پڑھتے رہے''۔

٦۔ „عن ابن عباس: إن الناس يسألونه عن الصلاة فى السفر فقال :كان رسول الله ﷺ إذا خرج من أهله لم يصل إلا ركعتين حتى يرجع إليهم،،(مسند احمد ٢٤١/١،جامع ترمذى ٤٣١/٢) لوگ ابن عباس سے سفر میں قصر کے بارے میں پوچھتے تو آپ فرماتے ''نبی ﷺ جب اپنے گھر سے نکلتے تو واپس ہونے تک دو دو رکعت پڑھتے رہتے تھے''۔

ان احادیث و آثار سے معلوم ہوا کہ اگر مسافر کہیں معین مدت کیلئے نہیں ٹھہرتا ہو تو اپنے گھر واپس ہونے تک نماز قصر پڑھتا رہے گا۔

دوسرا قول: امام شافعی کے ایک قول کے مطابق مسئلہ ہذا میں اٹھارہ دن تک قصر پڑھنا جائز ہے۔اگر اٹھارہ دن سے زائد ہو جائے تو نماز پوری پڑھ لے۔(المجموع ٣٦٢/٢)

دلیل: عن عمران بن حصين قال: "غزوت مع رسول الله ﷺ وشهدت معه الفتح فأقام بمكة ثمانى عشرة ليلة لايصلى الا ركعتين ويقول:"ياأهل البلد صلوا أربعا فإنا قوم سفر"(سنن ابى داؤد ٩٦/٤)''حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ جہاد کیا اور فتح مکہ میں بھی شرکت کی تو آپ نے فتح مکہ کے موقع پر اٹھارہ دن قیام کیا، ہر نماز قصر سے پڑھتے رہے۔اور آپ ﷺ فرماتے تھے ''اے شہر والو! اپنی نماز پوری کر لو کیونکہ ہم مسافر قوم ہیں''۔

لیکن اس دلیل پر یہ تنقید کی گئی ہے کہ بعض دوسری روایات میں اس موقع پر آپ ﷺ کی مدت قیام انیس پندرہ اور سترہ دن بھی وارد ہوئی ہے کہ ان میں بھی آپ نے قصر پڑھی۔اور اس سے لازم نہیں آتا کہ اگر آپ ﷺ نے اٹھارہ دن سے زیادہ قیام کیا ہوتا تو نماز پوری پڑھ لیتے۔

تیسرا قول: امام شافعی کا تیسرا قول یہ بھی ہے کہ بہر صورت صرف چار دن تک قصر کرے اگر چار سے زیادہ ہو تو پوری پڑھ لے۔(المجموع ٣٦٢/٤)

دلیل: مسافر کے چار دن ٹھہرنے کی نیت سے سفر کی رخصت ختم ہوتی ہے (كما سبق مع الدليل)، تو جب بالفعل چار دن ٹھہرے تو بالاَولیٰ یہ رخصت ختم ہو جائے گی۔

لیکن اس پر یہ اعتراض لازم آتا ہے کہ مذکورہ حالت میں اقامت کی نیت تھی، لیکن جب کوئی مسافر کہیں معین دن کیلئے ٹھہرنے کی نیت نہیں کرتا اور وہ تردد کی حالت میں ہوتا ہے تو اسکے لئے سفر کا حکم برقرار رہنا چاہئے۔